سلسلہ مطبوعات-18

تبدیلی نظام

کیوں اور کیسے؟

www.rahimia.org

مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

فہرست

موجودہ نظام کی تبدیلی کیوں؟
رائج نظام کا سائنسی تجزیہ
خطرناک مثلث کا کردار
۱۔ بیوروکریسی
۲۔ مسلح افسر شاہی
۳۔ سرمایہ دار جاگیردار
جاگیردار کا کردار
سرمایہ دار کا کردار
سرمایہ دار اور تحریک پاکستان
پاکستان پر ان طبقوں کا تسلط
مروجہ نظام کا حقیقی روپ
اس نظام کی فکری بنیادیں
ہماری ذمہ داریاں
موجودہ نظام کی تبدیلی کیسے؟
گذشتہ بحث کا خلاصہ
محض انفرادی اصلاح کے نقصانات
نظام کی جزوی اصلاح کے نقصانات
صحیح لائحہ عمل
تربیت یافتہ جماعت کی تیاری
حوالہ جات

www.rahimia.org

حرفِ اول

انسانی سماج میں نظام کی مسلمہ اہمیت کے پیش نظر' ہر دور کے اجتماعی زندگی پر نظر رکھنے والے مسلم مفکرین اور دانش وروں نے سماج میں رائج نظام کی ساخت اور اس کے عملی کردار پر گہری نظر رکھی ہے چنانچہ انہوں نے جیسے ہی یہ محسوس کیا کہ رائج نظام اپنے اصل اہداف اور مقاصد سے روگردانی کر رہا ہے۔ تو انہوں نے فوراً اس پر تنبیہہ کی۔ اگر نظام میں اصلاح کی ضرورت ہوئی' تو انہوں نے اسکی اصلاح کی پوری کوشش کی، یہاں تک کہ نظام درست ہو گیا۔ لیکن اگر انہوں نے نوٹ کیا کہ نظام میں پیدا ہونے والا بگاڑ انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہے' وہ نہ صرف یہ کہ اپنے اصل اہداف اور مقاصد سے ہٹ چکا ہے' بلکہ سانپ کی طرح قوم کے گلے کا طوق بن کر اس کا خون چوسنے لگا ہے اور اب محض اصلاحی تدابیر سے اس کے درست ہونے کی توقع نہیں ہے۔ تو انہوں نے اس کو ختم کرنے اور درست بنیادوں پر نیا نظام قائم کرنے کے لئے ایک واضح پروگرام ترتیب دیا' تاکہ نئے سرے سے اجتماعی اداروں کو منظم کر کے قومی اجتماعی زندگی کے دھارے کو صحیح رخ اور درست سمت پر رواں دواں کیا جا سکے۔

آج ہم جس سیاسی اور معاشی نظام کے زیر سایہ زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔ غلامی کے دور میں انگریز سامراج نے اسے ہم پر مسلط کیا تھا' یہ نظام نہ صرف یہ کہ ظلم و استحصال پر مبنی ہے بلکہ اس کا المیہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسی لادینی اور سامراجی فکر پر قائم ہے جس میں انسانیت نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ جس کا مقصد محض ہوس ملک گیری اور دوسرے ملکوں کی معاشی دولت کو لوٹ کر اپنا جبر و تسلط قائم رکھنا ہے۔

www.rahimia.org

اور جب کسی نظام کا بنیادی فکر اور اساسی نظریہ ہی انسانیت کے ظلم و استحصال پر مبنی ہو تو عملی طور پر اس کی کوئی بھی جہت ہمارے لئے مفید مطلب کیسے بن سکتی ہے ایسے ظالمانہ نظام کی درستگی کے لئے اصلاحی تدابیر اختیار کرنا اور اس سے اچھے نتائج کی امید رکھنا احمقوں کی جنت میں بسنے کے مترادف ہے کیونکہ جب کسی نظام کا فکر و نظریہ ہی درست نہ ہو تو وہ بذاتِ خود کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ ایسے وقت میں اصلاحی تدابیر کارگر نہیں ہوا کرتیں۔ بلکہ ایسے نظام کو تو بیخ و بن سے علیحدہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ ایسا نظام اپنے ظالمانہ فکر و نظریہ سمیت ختم ہو کر انسانیت کی ترقی کی راہیں ہموار کرنے کا سبب بنے۔

آیئے! پاکستان میں رائج نظام کا مطالعہ کریں اور یہ معلوم کریں کہ اس کی ساخت اور حقیقی روپ کیا ہے؟ تاکہ ہم اپنے دور کا صحیح تجزیہ کر کے "فک کل نظام" کے اصول پر عمل کرنے کی ضرورت کا جائزہ لیں

مولف

www.rahimia.org

تبدیلی نظام کیوں؟

یہ ہماری کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ پاکستان میں گذشتہ تقریباً نصف صدی سے جو نظام رائج ہے۔ وہ بعینہ وہی ہے جسے براعظم پاک و ہند کی غلامی کے دور میں برطانوی سامراج نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے وضع کیا تھا۔ چنانچہ جس طرح انگریز سامراج نے متحدہ ہندوستان میں یہاں کے باشندوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے تھے۔ اور ایسا نظام وضع کیا تھا کہ یہاں کی اکثریتی آبادی اپنے بنیادی حقوق تک سے محروم ہو گئی تھی بعینہ اسی طرح وہی ظالمانہ نظام یہاں کے نام نہاد مسلم حکمرانوں نے اس مملکت پاکستان میں جاری و ساری رکھا۔ اس طرح جو خرابیاں سامراج کے اس دور میں تھیں جبکہ ہم غلامی کی بدترین زندگی گزار رہے تھے۔ آج جبکہ ہم اپنے آپ کو آزاد کہتے ہیں تو اس حالت میں بھی وہ خرابیاں جوں کی توں موجود ہیں۔

بلکہ حادثہ یہ ہوا کہ پہلے برطانوی سامراج ظالم و جابر ہم پر حکمران تھا اور اگست ۱۹۴۷ء کے بعد اس خطے میں بوڑھے برطانوی سامراج کی جگہ ایک نئی ابھرتی ہوئی طاقت یعنی امریکہ نے لے لی جس نے نہ صرف پرانی پالیسیوں کو جاری رکھا بلکہ غلامی کے ایک نئے انداز ”اقتصادی غلامی“ کے دور کا آغاز کیا اس طرح ہم ایک نئے ظلم کا شکار ہو گئے۔

رائج نظام کا سائنسی تجزیہ:۔ پاکستان میں رائج نظام کا اگر سائنسی تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا یہاں پر بنیادی طور پر ”استحصالی سرمایہ دارانہ نظام“ اپنے تمام تر عفریتوں کے ساتھ قوم کا خون چوس رہا ہے۔ یعنی ایک کلاسیکل سرمایہ دارانہ نظام ہوتا ہے جس کے کچھ اصول و ضوابط ہوتے ہیں اور جس

www.rahmia.org

کے ذریعے یورپ کے سامراجی ملک امریکہ و برطانیہ وغیرہ اپنے ملک کے عوام کا قانونی طور پر استحصال کرتے ہیں لیکن یہاں پر غیرملکی سامراج نے اس نظام کی بھی بدترین شکل مسلط کی ہوئی ہے چنانچہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر سطح پر استحصالی سرمایہ کا دوردورہ ہے۔ اگر ایک طرف بنکوں کے ذریعے سودی سرمایہ کاری ہورہی ہے تو دوسری طرف رشوت کا بازار گرم ہے الیکشن جیتنے کے لئے سرمایہ کاری سرکاری شعبوں میں لوٹ کھسوٹ، تعلیم کے شعبہ میں سرمایہ کاری' کو آپریٹوز کے نام سے سرمایہ کاری' غرض یہ کہ کون سا ایسا شعبہ ہے جو ''سرمایہ کاری'' کے پرفریب نام کے ذریعہ قوم کا استحصال نہیں کررہا؟

گویا اگر اس نظام کی بنیاد تلاش کی جائے تو اس کی تہہ درتہہ میں ''استحصالی سرمایہ'' ہی عفریت کی شکل میں ظاہر ہوگا جو مختلف روپ میں اور دلفریب نعروں کے ساتھ قوم کا خون چوس کر اس نظام حکومت کے مقتدر طبقات کا پیٹ بھر رہا ہے۔ جس کے عوض یہ طبقات اس خطہ میں غیرملکی سامراج کے مفادات کی نگرانی وحفاظت کرتے ہیں اور یہ اسی نظام کا ثمرہ ہے کہ آج ہم آزاد ہوتے ہوئے بھی غلامی کی زندگی بسر کررہے ہیں۔

خطرناک ''مثلث'' کا کردار:۔ پاکستان میں رائج اس ''استحصالی سرمایہ داری نظام'' کو سول بیوروکریسی' مسلح افسرشاہی اور سرمایہ دار و جاگیردار کی اس ''خطرناک مثلث'' نے قائم رکھا ہوا ہے جو اس خطے میں نہ صرف سامراج کے مفادات کی نگہبانی کے فرائض سرانجام دیتی ہے بلکہ اس ملک کے چودہ پندرہ کروڑ عوام کو سامراج کے حضور گروی رکھ کر خود تعیشات اور تفاخر کی زندگی میں مست ہے۔ چونکہ جغرافیائی اعتبار سے پاکستان ایشیاء کے ایسے خطے میں واقع ہے جہاں پر سامراجی طاقتوں کے مفادات بڑی اہمیت رکھتے ہیں آج کل معروضی حالات نے اس کی اہمیت میں مزید اضافہ کردیا ہے۔ اس لئے اس وقت امریکہ اس نظام کے ذریعے اس خطے میں اپنے استحصالی

www.rahimia.org

مفادات کا پورا پورا تحفظ کر رہا ہے۔

یہاں پر ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس خطرناک مثلث کے تینوں کرداروں کا مختصر سا جائزہ پیش کردیا جائے تاکہ اس بدترین نظام کے خدوخال مزید نکھر کر سامنے آجائیں۔

ا۔سول بیوروکریسی:۔ یہ مخصوص ذہنیت رکھنے والا طبقہ اس نظام حکومت کی جان ہے اسی کے بل بوتے پر استحصالی نظام آج ہم پر مسلط اور قائم ہے انگریز نے بیوروکریسی کی تربیت کے لیئے قائم کردہ ادارے کے ذریعے ہندوستان کے امراو جاگیردار خاندانوں سے ایسے افراد لئے تھے جن پر اپنی جاگیر' اپنی نوابی' اپنی امارت برقرار رکھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کا جذبہ اس قدر غالب تھا کہ قوم کی غلامی اور اس کی زبوں حالی کا احساس تک بھی ان کے حاشیہ خیال سے نہیں گزرا تھا۔

چنانچہ ایسے خودغرض افراد کا ایک مخصوص ٹولہ تیار کیا گیا اور پھر ان کی برین واشنگ کی گئی کہ نہ صرف مذہب اور اس کی اہمیت کو ان کی ذاتی اور اجتماعی زندگی سے خارج کردیا گیا بلکہ انسان دوستی پر مبنی قومی و اجتماعی شعور و آگہی سے محروم کردیا گیا۔ پھر یہ مخصوص ٹولہ برین واش ہونے کے بعد اپنی ہی قوم کا استحصال کرنے کے لئے میدان عمل میں آیا تو بقول "لارڈ میکالے" شکل و شباہت اور قومیت و نسل کے اعتبار سے ہندوستانی اور ذہن و فکر اور فلسفہ و عمل کے اعتبار سے مکمل طور پر انگریز کا دست و بازو بن کر نکلا' اس طرح یہ طبقہ سامراج کا ایسا آلہ کار بنا کہ آخر دم تک انکے استحصال میں برابر کا شریک رہا' چنانچہ ہندوستان کی غلامی اور اس کے طویل استحصال میں اس طبقہ کا انتہائی اہم کردار رہا ہے۔

پاکستان بننے کے بعد اس نوزائیدہ ملک میں انگریز کے بظاہر چلے جانے کے بعد بھی طبقہ اس ملک کے سیاہ سفید کا والی بنا۔ اس طرح غیر ملکی سامراج نے اس طبقہ سے بالواسطہ طور پر اپنے مفادات پورے کرنا شروع کردیئے چنانچہ آج صورت حال یہ ہے کہ پاکستان کی سول

سروسز بھی اکثر انہی جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور مفاد پرست بیوروکریٹس کی اولاد نسل اور مشنری اداروں کے تعلیم یافتہ افراد سے اٹی پڑی ہیں۔ جو کل تک انگریز کے نظام حکومت کے بنیادی ستون تھے اور پھر سامراجی عزائم پورے کرنے کے لئے سول سروسز میں داخلہ کا نظام کار کچھ اس قدر پیچیدہ بنایا گیا کہ قومی تعلیمی اداروں کا عام تعلیم یافتہ اپنی صلاحیت ومہارت کے باوصف اس ادارہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔

پھر اس مخصوص ذہنیت رکھنے والے ٹولے میں وہ تمام خرابیاں موجود ہیں جو انڈین سول سروسز میں تھیں۔ چنانچہ جس طرح ہمارے ملک میں انگریز کے بلاواسطہ طور پر مسلط ہونے کی صورت میں یہ طبقہ بدیسی حکمرانوں کا آلہ کار رہا تھا اسی طرح آج بھی امریکی سامراج نے (جو بالواسطہ طور پر ملک پر مسلط ہے) اس آلہ کار طبقہ کو اپنے تسلط کے لئے واسطہ بنایا ہوا ہے اور اسی کے بل بوتے پر اس استحصالی نظام حکومت کے چہرے بدلے جاتے ہیں۔ چند سال ایک چہرے کو خوب استعمال کیا جاتا ہے اور پھر جب وہ گھوڑا قابل اعتماد نہیں رہتا تو پھر نئے سرے سے ایک اور ''مومن قانت'' یا ''مرغ بزرگ'' اور ''گرگ باراں دیدہ'' کو لا کر بٹھا دیا جاتا ہے۔ جو از سر نو قوم کو غلامی کے گہرے غار میں دھکیل دیتا ہے۔

بیوروکریٹس کا یہ مخصوص ٹولہ جیسے غیر ملکی سامراج کا مکمل طور پر آلہ کار ہے، ایسے ہی یہ عوام کا حقیقی دشمن بھی ہے، اس کو تربیت ہی اس خاص نہج پر دی جاتی ہے، کہ عوام کو انسان نہیں بلکہ جانور وحیوان کی مانند سمجھو۔ جس طریقے سے حیوان سے مطلب براری کی جاتی ہے اس طرح اس قوم کا حشر جاری رکھو۔ چنانچہ اس طبقہ نے ہر سطح پر لوٹ کھسوٹ کا جو بازار گرم کر رکھا ہے اس سے عوام کی اکثریت کا جینا دوبھر ہو گیا ہے لاکھوں کروڑوں عوام کی خون پسینہ کی کمائی کو مختلف طریقوں سے یہ طبقہ ہڑپ کر رہا ہے اور عام لوگ روز بروز اقتصادی تنگی کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہ

وہی صورت حال ہے جس کو حضرت شاہ صاحبؒ نے حکمرانوں کے تعیش پسند کردار کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بھوک و اقتصادی تنگی سے تعبیر کرتے ہوئے انقلاب کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے۔قوم میں انتشار و انارکی کی جو کیفیت ہے اس کا بڑا سبب یہی مخصوص ٹولہ ہے چنانچہ جس طرح انگریز نے اپنے نظام کو مسلط کرنے کے لئے اور اسے دوام بخشنے کے لئے لڑاؤ اور حکومت کرو۔(DIVIDE AND RULE) جیسے مشہور و معروف اصول سے کام لیا تھا اسی طرح پاکستان کے اس بیوروکریٹ طبقے نے بھی اس اصول کو اپنائے رکھا چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ملک میں انتشار عروج پر ہے۔

اگر آپ آج کل کی ضلعی یا ڈویژنل سطح کی سیاست کا ہی گہرا تجزیہ کریں تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ آج ایک ڈپٹی کمشنر یا کمشنر اس استحصالی نظام کو مسلط رکھنے کے لئے کس طرح مختلف اداروں اشخاص کو پروان چڑھاتا ہے۔اور پھر وہ کس طرح شعوری یا لاشعوری طور پر ایک دوسرے کے خلاف استعمال ہوتے ہیں۔اس لئے کہ ڈپٹی کمشنر یا کمشنر اپنے علاقے میں بااختیار ہوتا ہے اسی بنیاد پر ان لوگوں کو بلیک میل کر کے مفادات حاصل کرتا رہتا ہے اور عوام بے چارے فریاد کرتے رہ جاتے ہیں۔انکی کسی طرح بھی شنوائی نہیں ہوتی۔

غرض کہ بیوروکریسی کا یہ ادارہ اس استحصالی نظام کا اصل الاصول ہے۔جو ایک طرف قوم سے غداری کر کے غیر ملکی سامراج خصوصاً ''امریکہ'' کا آلہ کار ہے اور دوسری طرف اس قدر بے حس ہے کہ اپنی قوم کی عزت و عصمت (جس کا تعلق جان و مال دونوں سے ہے) کا سودا کر کے اغیار کی جھولی میں پھینک دیتا ہے اور قوم کی عزت سے اغیار کو کھیلتا دیکھ کر خود عیاشی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔

۲۔ مسلح افسر شاہی:۔ پاکستان میں رائج موجودہ استحصالی نظام میں اس افسر شاہی کے کردار کا جائزہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ماضی قریب کی تاریخ اور سیاسی و سماجی تبدیلیوں پر ایک نظر

ڈال لیں تا کہ اس کے ظالمانہ کردار کا ممکن طریقہ پر صحیح تجزیہ کیا جاسکے۔ جب سے یورپ کی استعماری طاقتوں نے اپنے استحصالی مفادات کے لئے دنیا کے وسیع رقبے پر قبضہ کیا اور دنیا کی کئی اقوام کو اپنی زیرنگیں کرلیا تو اس وقت سے لے کر آج تک انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ مقبوضہ علاقوں کے حوالے سے عوامی فلاح و بہبود اور ترقی کی صورتحال کیا ہے کیونکہ یورپی استعماری طاقتوں کا دور دراز علاقوں پر قبضہ کرنا اور وہاں سے اپنے معاشی فوائد حاصل کرنا ان کا بنیادی مقصد تھا لیکن ایک طرف جب حریت پسندوں کی قربانی سے جنگ آزادی اپنے عروج پر پہنچی اور دوسری طرف، دوسری جنگ عظیم میں برطانوی سامراج اس قدر کمزور اور نڈھال ہوگیا کہ اسے مجبوراً ان اقوام کو آزادی دینا پڑی تو ان حالات میں استعماری طاقتیں ایشیا وافریقہ کے ان مظلوم ملکوں پر اپنا براہ راست قبضہ برقرار نہ رکھ سکیں۔ اب نو آزاد ممالک کے حصول آزادی کے بعد یورپ کی سامراجی طاقتوں کو دور دراز کے علاقوں میں اپنے مفادات کے حصول کے لئے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا ان سے نمٹنے کے لئے ان استعماری طاقتوں نے ایک نئی حکمت عملی ترتیب دی چنانچہ ان ممالک میں قوموں اور اجتماعی اداروں کی فطری تشکیل میں رخنہ اندازی کر کے کہیں سول افسر شاہی کو اقتدار میں لانے کی کوشش کی، اور ان کے ذریعے برسوں اپنی حمایتی حکومتیں قائم رکھیں، اور کہیں ظاہری طور پر سامراج نے اپنی حمایتی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے گٹھ جوڑ سے ایسی حکومتیں قائم کیں جو انکے مفادات کا تحفظ کرسکیں لیکن جب یہ حکومتیں بھی ان مفادات کے حصول میں زیادہ مفید نہ رہیں تو انہوں نے ان غریب ملکوں کے سب سے مضبوط، مستحکم جدید تربیت اور اسلحہ سے لیس ادارے کا انتخاب کیا۔ چنانچہ ان غریب ممالک میں فوجی حکومتیں قائم کرنا شروع کردیں۔ تا کہ وہ اپنے مفادات زیادہ بہتر طریقے سے حاصل کرسکیں۔ ان حکومتوں کو داخلی انتشار سے محفوظ رکھنے کے لئے جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور سول بیوروکریسی کو استعمال کیا گیا اور باہر

www.rahimia.org

سے سامراج نے ان کو اتنی امداد فراہم کی کہ فوجی حکومتیں عالمی دنیا میں اپنے غلط اور مسخ شدہ کردار کو صحیح ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی رہیں۔ چنانچہ پاکستان کے ۵۲ سالہ دور کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس وقت سامراج کا محبوب و منظور ادارہ مسلح افسر شاہی ہی ہے جو کہ پاکستان کے موجودہ نظام میں سامراج کے مفادات کی پوری پوری نگرانی کر رہا ہے اور اس کا آلہ کار بن کر قوم و ملک کا استحصال کر رہا ہے۔

جس طرح سول بیوروکریٹس کی تربیت ذہنی ایک خاص ادارہ میں ہوتی ہے بالکل اسی طرح فوج کے افسروں کی تربیت بھی چند مخصوص اداروں میں ہی کی جاتی ہے ان اداروں میں ترجیحی بنیادوں پر ان افراد کو با آسانی داخلہ دیا جاتا ہے۔ جن کے آباؤ آجداد مدتوں سے سامراج کی فوج بھرتی رہے ہوں اور سامراجی عزائم کو پورا کرنے میں انہوں نے کوئی خصوصی امتیاز حاصل کیا ہو۔

ایسے مخصوص داروں میں ان افسران کی اس طرح تربیت کی جاتی ہے کہ وہ سامراج کے خلاف ایک لفظ تک سننا گوارا نہیں کرتے اور پھر جب اپنی عملی زندگی میں آتے ہیں تو پیشہ ورانہ فرائض کی بجا آوری سے زیادہ سامراجی عزائم کی تکمیل میں گہری دلچسپی لیتے ہیں چنانچہ آج کل کے معروضی حالات اس پر شاہد عدل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۳۔ سرمایہ دار و جاگیردار:۔ پاکستان پر مسلط استحصالی سرمایہ دارانہ نظام کی مثلث کا تیسرا اہم کردار سرمایہ دار و جاگیردار ہے اس کے کردار کا پس منظر بھی اپنے اندر بڑی گہرائیاں لئے ہوئے ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مغل بادشاہوں کے دور میں ہندوستان میں جاگیردار سماج وجود پذیر نہیں ہوا تھا اس لئے کہ وہاں عدل کا مجموعی نظام کچھ اس طرح قائم تھا کہ جاگیرداروں کو اپنی جاگیر کے علاقہ میں انتظامی اختیارات تو حاصل تھے لیکن وہ اس معاشرے کو جاگیردارانہ سماج کی حیثیت

www.rahimia.org

دے کر ظلم واستحصال نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ اس حقیقت کو سوشلزم وکیمونزم کے بانی ''کارل مارکس'' نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''داس کیپٹل'' میں بھی تسلیم کیا ہے۔ اگر چہ اس نے اس کی وجہ معروضی حالات کو بتایا ہے جو اس کے فلسفہ جدلیت کے مطابق ہے لیکن اس حقیقت کا اعتراف اس نے بھی کیا ہے کہ جاگیردارانہ سماج اس دور میں ہندوستان میں موجود نہ تھا۔ اور اس کے عزیز دوست اور دست راست اینگلز نے بھی اپنے ایک خط میں جو اس نے ۱۸۵۳ء میں مارکس کو لکھا تھا اس حقیقت کو واشگاف کیا ہے۔(۱)

جاگیردار کا کردار:۔ لیکن جب انگریز سامراج نے اس خطے میں استحصال کرنے کے لئے ہندوستان پر قبضہ کیا اور یورپی صنعتوں کی منڈی بنایا تو اس وقت اس نے سب سے پہلے یہاں کے عوام کو لوٹ کھسوٹ کا نشانہ بنایا اس کے ردعمل میں حریت پسندوں نے مزاحمت کی اور پھر ان کے مقابلے پر جب انگریز نے اپنے پالتو غداران قوم سے کام لیا تو اس کے عوض برطانوی سامراج نے ان غداران قوم کو بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں۔ جس سے ہندوستان کی تاریخ میں جاگیردارانہ سماج کی ابتداء ہوئی۔ ان غداران قوم نے انگریزی فوج کی اعانت وامداد کے لئے اپنے زیر نگیں علاقہ کے عوام پر زبردست مظالم ڈھائے اور برطانوی سامراج کو ان پر مسلط رکھنے کے نت نئے طریقوں سے کام لے کر ملک کو غلام بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس وقت پاکستان کا جاگیردار بھی اکثریتی لحاظ سے انہی غداران قوم کی اولاد و نسل سے ہے اور اس کی ذہنی تربیت بھی اسی پس منظر میں ہوئی ہے کہ وہ ہر حال میں سامراجی مفادات کا تحفظ کرے چنانچہ جو کام انگریز کے دور میں ان کے آبا سے لیا جاتا تھا وہی کام آج یہ لوگ اس نئے سامراج کے لئے کر رہے ہیں یہ مختصر سا جائزہ تو جاگیردار کا تھا۔

سرمایہ دار کا کردار:۔ اب آیئے ''سرمایہ دار'' کی طرف۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یورپ کے صنعتی

www.rahimia.org

انقلاب کے نتیجہ میں سرمایہ دار کی ولادت باشقاوت ہوئی۔ چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے جاگیر داروں نے جاگیرداری نظام کو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے دیکھ کر اپنی اپنی جاگیروں کو فروخت کر کے صنعتیں لگانا شروع کر دیں۔ شروع شروع میں تو ان صنعتوں کا تیار شدہ مال یورپ میں ہی کھپ جاتا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ جب صنعتوں کا وسیع جال بچھ گیا اور مسابقت کا منفی رجحان پیدا ہوا تو یورپ کے ان سرمایہ داروں کو اپنے تیار کردہ مال کے لئے منڈیوں کی تلاش کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تاکہ وہاں کی طلب (ڈیمانڈ) سے فائدہ اٹھا کر خوب خوب استحصال کیا جا سکے۔ اس بنا پر یورپ کے یہ لٹیرے تاجروں کا روپ دھار کر ایشیاء و افریقہ کے ملکوں میں منڈیوں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے چنانچہ اسی طرح کے کچھ تاجر تجارت و سرمایہ داری کے نام پر ہندوستان آ گئے۔ ہندوستان جو کہ ایک خوشحال ملک تھا ان کی ہوس رانی کا سب سے بڑا مرکز بنا اور انہوں نے رفتہ رفتہ پورے ہندوستان پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔

سامراجی نظام حکومت قائم ہو جانے کے بعد برطانوی سامراج کے ان تاجر نما ڈاکوؤں نے اس ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جنہوں نے اپنے مال کی طلب مصنوعی طور پر ظلم و جبر سے پیدا کی تھی اس طرح انگریز سامراج کے تسلط نے اس ''سونے کی چڑیا'' کو مفلس و کنگال بنا دیا اس دوران انگریز کو ضرورت محسوس ہوئی کہ ہندوستان کا علاقہ بڑا ہے۔ اس لئے ہندوستان میں ہی ایسے ایجنٹ پیدا کئے جائیں جو ان کے استحصال میں مدومعاون بنیں۔

چنانچہ انگریز نے اس طرح ایک ایسا طبقہ پیدا کیا جو ان کے ساہوکاری کے نظام میں مددگار و معاون بنا اور جس نے آپس میں مسابقت کا رجحان پیدا کر کے بڑھ چڑھ کر انگریز کی خدمات سرانجام دیں تاکہ اپنی بے ضمیری اور قوم فروشی کا اچھے سے اچھا معاوضہ حاصل کر سکیں چنانچہ یہ طبقہ کچھ ہی دنوں میں اس استحصالی سرمایہ داروں کی فہرست میں شامل ہو گیا جو باہر سے

www.rahnumia.org

صرف لوٹ کھسوٹ کے لئے ہی آئے تھے اس طبقہ میں نام نہاد مسلمان بھی تھے اور ہندو بھی۔

سرمایہ داری اور تحریک پاکستان:۔ اب صورت حال کچھ یوں ہوئی کہ اس نام نہاد مسلمان سرمایہ دار طبقے کو متحدہ ہندوستان میں ہندو سرمایہ کار بنئے سے کمپٹیشن (مقابلہ) کا سامنا تھا اس لئے جب تحریک آزادی چل رہی تھی تو اس وقت اس طبقے نے اپنے مفادات کی خاطر ''تحریک پاکستان'' کی حمایت بھی اسی بنیاد پر کی تھی تاکہ ایک طویل کمپٹیشن (مقابلہ) سے نجات مل جائے جو انہیں ہندو بنئے سے کرنا پڑتا تھا چنانچہ مسلم لیگ کے کڑوڑ پتی لیڈر مسٹر ابوالحسن اصفہانی مرحوم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ''میں نے پاکستان کا مطالبہ اس لئے کیا کہ ہندو مجھے چائے کے باغات' تجارت اور صنعت کے میدان اور سرکاری ملازمتوں میں کہیں بھی ٹکنے نہ دیتا تھا۔(۲)

پاکستان پر ان تینوں گروہوں کا تسلط:۔ چنانچہ جیسے پاکستان بنا تو یہ طبقہ اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ اس ملک پاکستان مسلط ہو گیا اور پھر اس نے اس ملک میں اپنی من مانیاں شروع کر دیں اور اپنے ہی فائدے کی حکومت' قانون' پارلیمنٹ اور دیگر سرکاری ادارے بنوائے گئے اس طرح اس طبقہ نے سول اور فوجی بیوروکریسی سے خفیہ گٹھ جوڑ کر کے انگریز کے اس استحصال نظام کو برقرار رکھا ۔ چنانچہ آج تک ان کا کردار اسی طرح قائم ودائم ہے۔

اس حقیقت سے کوئی باشعور اور حقیقت پسند آدمی انکار نہیں کرسکتا کہ اس ملک پہ جو نظام مسلط ہے وہ ''استحصالی سرمایہ'' کی بدولت قائم ہے چنانچہ ملک میں رائج سودی نظام' غیر متوازن اقتصادی و معاشی نظام اور اسی طرح کے دوسری لعنتوں کی بنیاد وہی ''استحصالی سرمایہ'' ہے جو حقیقتاً اس ملک کے عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالے ہوئے ہے اسی ''استحصالی سرمایہ'' کی بدولت اس معاشرہ میں اتنی خرابیاں در آئی ہیں کہ جن کا تدارک اگر فوری نہ کیا گیا تو یہ روگ نا معلوم کن کن طریقوں سے اس قوم کو تباہ و برباد کر ڈالے۔

www.rahimia.org

جیسے جاگیردار اپنی جاگیر کے بل بوتے پر ایک محدود علاقہ میں عوام کے حقوق غصب اور اپنے تابع ایک اکثریت کو بنیادی ضرورتوں تک سے محروم کئے ہوئے ہے اسی طرح پورے ملک کے نظام کے مرکزی ڈھانچہ میں بنیادی کردار ادا کرنے والا "سرمایہ دار" ہے۔

مروجہ نظام کا حقیقی روپ:۔ پاکستان میں رائج نظام کی ساخت سے اس کے کردار کا اندازہ لگایا جانا کچھ مشکل کام نہیں ہے پھر بھی اجمالی طور پر اس کے حقیقی روپ کو ایک مضمون نگار کی زبان میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

> "پاکستان میں رائج نظام کی کیفیت یہ ہے کہ اسلامی قوتوں کو پارہ پارہ، ہر اکائی کا توڑ اور ہر مثبت بات کو منفی کر دیتا ہے اجتماعی اور انفرادی کوششوں کو ضائع کرتا ہے اور قومی تشخص ابھرنے نہیں دیتا اس نظام کے اثرات شاہد اتنے شدید ہیں کہ یہاں کی اکثریت ظلم کی چکی میں پس رہی ہے۔ اسے ترقی کے مواقع نہیں ملتے انصاف نہیں ملتا محنت کا پورا صلہ نہیں ملتا ایسا ماحول اور مناسب میدان نہیں ملتا۔
>
> جہاں وہ اپنے جوہر دکھا سکے اس نظام میں اتنا جھول اتنی کھینچا تانی اور ایک دوسرے کے خلاف اتنی نفرتیں ہیں کہ حاصل جمع صفر اور قومی نقطہ نگاہ سے منفی ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے کہ جس میں انفرادی اور اجتماعی صلاحیتیں ضائع ہو رہی ہیں اور آہ و فغاں کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا لہذا اگر آپ زرا غور سے دیکھیں تو خوبصورت عمارتوں اور ظاہری ترقی کے درمیان یہی کچھ نظر آئے گا۔"

اس نظام کی فکری بنیادیں:۔ یہ سب کچھ صرف اس لئے ہے کہ اس مروجہ نظام کے پس پشت

www.rahimia.org

مغرب کا سامراجی فکر کام کر رہا ہے۔اس نظام کی ساخت پرداخت مغرب کے سیاسی و معاشی فکر ونظریہ پر ہوئی ہے اور مغرب اور مغرب کا سیاسی فکری اثاثہ میکیاولی کے وہ اساسی اصول ہیں جو اس نے اپنی کتاب ''PRINCE'' (شہزادہ) میں نقل کئے ہیں چنانچہ وہ لکھتا ہے ''حکمران سیاسی عظمت اور برتری اسی صورت میں حاصل کر سکتے ہیں جب وہ ہر قسم کی چال بازی اور مکر وفریب سے کام لیں مذہب واخلاق کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بلا تامل استعمال کریں اور اپنے احکام اور پالیسیوں کو جبر وتشدد سے منوا سکیں''۔(۳)

میکیاولی کے اس اصول کو سامنے رکھئے اور پھر ہمارے حکمرانوں کے کردار کو دیکھئے کیا ان کا کردار اس اصول کی عملی تفسیر نہیں ہے؟

اسی طرح پاکستان کا معاشی نظام بھی مغرب کے سامراجی معاشی فکر پر مبنی ہے۔جس میں اجتماعی اخلاقیات نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے سرمایہ کے بل بوتے پر ملکوں اور قوموں کو غلام بنالینا اس کا نظریہ ہے چنانچہ ہمارا سرمایہ دار بھی غیر ملکی ایجنٹ بن کر ملک وقوم کا اسی طرح استحصال کر رہا ہے۔

ہماری ذمہ داریاں:۔آج جبکہ ہم نظام کے ایک ایسے جال میں پھنسے ہوئے ہیں' جو نہ صرف عملی طور پر ظالمانہ استحصالی سرمایہ دارانہ نظام ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ فکری اور نظریاتی طور پر' اغیار کے افکار ونظریات کا پروردہ ہے ہماری ذمہ داریاں کس قدر بڑھ گئی ہیں چنانچہ نظام کی یہ خرابی ہمارے ضمیر میں ایک چبھن اور خلش پیدا کر رہی ہے ہم اس کے طور طریقوں سے بالکل مطمئن نہیں ہیں ہم ایسے لوگوں کے وارث اور امین ہیں جن کی زندگیاں' ظالمانہ نظام سے لڑتے گذر گئی ہیں۔اس لئے ہمارا ضمیر جاگ رہا ہے ہم میں شعور کی تابناکی موجود ہے۔ہم خوب سمجھتے ہیں کہ یہ نظام ظالمانہ ہے اور اغیار کے فکر کا وارث ہے ہمارا اس سے مقابلہ ہے ہم دین اسلام کو ماننے

www.rahimia.org

والے اس ''ظالمانہ نظام'' کو کسی قیمت پر قبول نہیں کر سکتے اور اس کے خلاف جدو جہد کو ضروری سمجھتے ہیں اور ایک ایسا لائحہ عمل تشکیل دینا چاہتے ہیں جس پر چل کر ہم اپنی قومی امنگوں اور ملی جذبوں کی بنیاد پر ایک بہتر اور عادلانہ نظام قائم کریں اور یوں اپنی سیاسی آزادی اور اقتصادی خوشحالی کے ساتھ ساتھ اپنی فکری اثاثے کو بھی محفوظ کر لیں۔

نظام کی تبدیلی کیسے؟

گذشتہ بحث کا خلاصہ:۔شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نزدیک نظام کے فساد کا ذمہ دار حکمران طبقہ ہوتا ہے جو اپنی عیش پسند ذہنیت کی وجہ سے ایسا اقتصادی بحران پیدا کر دیتا ہے کہ ملک کی اکثریت حیواں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ کچھ یہی صورت حال اس وقت پاکستان کے اس نظام کی ہے جس کا ہلکا سا نقشہ ہم نے آپ کے سامنے رکھا۔ اس نظام میں حکمران طبقے تعیش و تفاخر کے ساتھ ساتھ غیر ملکی سامراج کے مفادات کے تحفظ کے لئے آپس میں نہ ختم ہونے والی ایسی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں کہ جس کے اثرات ملک کے ہر شعبہ زندگی پر بڑی بھیانک شکل میں مرتب ہو رہے ہیں۔ اس طرح اس مخصوص طبقہ نے عوام کو ایسے اقتصادی بحران و معاشی تنگی میں مبتلا کر رکھا ہے کہ ہر فرد صرف روزی کمانے کے چکر میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ اس کے اجتماعی اخلاق تباہ و برباد ہو چکے ہیں اس کا قومی شعور ادراک اور ملی احساس معاشی تنگی دور کرنے کی تگ و دو میں ڈوب کر اپنی موت آپ مر رہا ہے۔

جب قوم کے اجتماعی اخلاق تباہ و برباد ہو جائیں تو ذاتی و انفرادی اخلاق بھی ساتھ ہی دفن ہو جاتے ہیں۔ کچھ نیک سیرت و نیک طینت انسان اگر ذاتی اخلاق کو برقرار رکھ بھی لیں تب بھی اجتماعی اخلاق کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کی سماجی افادیت ختم ہو جاتی ہے اس لئے کہ ذاتی و انفرادی اخلاق اس وقت تک ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا جب تک اخلاقیات کی اجتماعی

www.rahimia.org

قدریں موجود نہ ہو

محض انفرادی اصلاح کے نقصانات:۔ ایسے وقت میں ذاتی اخلاقیات کا درس قوم کی مشکلات کا صحیح حل نہیں ہوتا چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ بھی امراء کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''صرف اخلاقی درسوں سے انقلاب برپا نہیں کئے جاسکتے''(۴)

اس لئے کہ ''نظام'' کے جبر کا اثر قوم کے ذہنوں پر اس قدر غالب ہوتا ہے کہ انفرادی اصلاح و تبلیغ کی اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ بلکہ بعض اوقات یہی انفرادی و ذاتی اصلاح کی تبلیغ رجعت پسندی کا باعث بن کر نظام ظلم کے ہاتھ شعوری یا لاشعوری طور پر مضبوط کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ نظام کے جبر سے نکلنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک ایسی جماعت مضبوط بنیادوں پر استوار کی جائے جس میں قومی و اجتماعی شعور کا ادراک بھرپور طریقے پر موجود ہو، اسلئے کہ یہ حقیقت ہے کہ قومی شعور کا ادراک اور اپنی زبوں حالی کا بھرپور احساس ہی قوم کو ایک نئے جذبے سے سرشار کر کے نظام کے خلاف جدوجہد پر آمادہ کرتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اجتماعی اخلاقیات کی قدروں کا صحیح اندازہ لگا کر قوم کے باشعور اور پڑھے لکھے طبقے میں ان خوابیدہ قوتوں کو اجاگر کیا جائے جو نظام فاسد کے خلاف اپنی کوششوں کا بیشتر حصہ صرف کر کے انسانیت کو امن و سکون کی راہوں پر صحیح طریقہ سے ڈال سکیں۔

نظام کی جزوی اصلاح کے نقصانات:۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر نظام کے کچھ بنیادی اصول و ضوابط اور ایک بنیادی سوچ و فکر ہوتی ہے۔ نظام کے تمام شعبے انہی اصول و ضوابط اور سوچ و فکر کے گرد گھومتے ہیں ان کا باہمی ربط اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ اگر اس نظام سے باہر کی کوئی چیز اس میں داخل کرنے کی کوشش کی جائے تو یا تو وہ چیز خود فنا ہو کر اپنی عملی روح ختم کر بیٹھتی ہے۔ یا پھر اس جاری و ساری نظام کی تقویت کا باعث بنتی ہے جس سے اس نظام کے تحت زندگی گزارنے والے

www.rahimia.org

عام افراد پر اور مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔

دین اسلام چونکہ ایک مکمل نظام زندگی ہے اور اس کے تمام شعبے چند اصول وضوابط اور ایک بنیادی سوچ وفکر کے گرد گھومتے ہیں اس لئے اگر دین کے کسی شعبہ کو اس کے مجموعی نظام یا بنیادی روح سے الگ کر کے کسی اور نظام میں شامل کیا جائے گا تو اس کا نتیجہ دین کے اس شعبہ کو مسخ کرنے کے علاوہ مزید انتشار وفساد کی شکل میں نکلے گا جیسا کہ ہمارے ہاں ۵۲ سال سے ہو رہا ہے اسلئے جب تک اس ''استحصالی سرمایہ دارانہ نظام'' کو اس کے بنیادی اصول وضوابط اور مرکزی سوچ وفکر سمیت فنا نہیں کیا جاتا اس وقت تک ایک صحیح عادلانہ نظام کے ذریعہ انسانیت کا فکری ارتقاء برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ اس لئے ضرورت یہ ہے کہ اس نظام کی گہرائیوں کو اپنے معروضی حالات میں سمجھنے کی کوشش کریں تا کہ قوم کو ترقی کی راہوں پر ڈالا جا سکے۔

صحیح لائحہ عمل:۔ اجتماعی نقطہ نظر سے پاکستان کے معروضی حالات میں امام شاہ ولی اللہؒ کے نظریہ ''فک کل نظام'' کی اہمیت کا صحیح اندازہ لگایا جانا چاہئے۔ اس تناظر میں ہمیں اپنی ساری توجہ اس پر مرکوز کر دینی چاہئے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس نظام کا توڑ کیا جائے اور اس کے لئے اپنی جدوجہد کو صرف کر دینا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ تا کہ اس فاسد نظام کا مکمل طور پر خاتمہ کر کے اس کی جگہ ارتفاقات (معاشی خوشحالی) واقترابات (خدا پرستی) پر مبنی ایک ایسا صالح نظام تشکیل دیا جا سکے کہ اس سے انسانیت اپنا کھویا ہوا کمال دوبارہ حاصل کر سکے

تربیت یافتہ جماعت کی تیاری:۔ شاہ صاحب کی فکر کی روشنی میں بہترین نظام عدل وانصاف قائم کرنے اور ظالمانہ نظام کو ختم کرنے کے لئے ایک ایسی جماعت کی تشکیل ضروری ہے کہ جس میں شامل افراد کسی ذاتی مفاد اور لالچ کے لئے جمع نہ ہو گئے ہوں بلکہ ٹھوس نظریات پر تربیت یافتہ ہوں، باشعور ہوں، حالات کا صحیح تجزیہ کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں، عالمی نظاموں کی جنگ

www.rahimia.org

زرگری کو خوب سمجھتے ہوں، سامراج کی مکارانہ چالوں اور چالبازیوں سے خوب واقف ہوں، قوموں کے انفرادی واجتماعی تقاضوں سے پوری واقفیت رکھتے ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے درمیان ایسی ہم آہنگی اور نظریاتی و عملی وحدت ہو کہ دشمن کے غلط ہتھکنڈے اور اس کے بے سروپا۔ پروپیگنڈے کی یلغار بھی ان کی وحدت کو ختم نہ کر سکے۔ اور اپنی طاقت کو محفوظ رکھ کر منزل کی جانب قدم بڑھاتی رہے۔ اسلئے کہ قوت برداشت رکھنے والی تربیت یافتہ جماعت کی متحد قوت سے ہی ایک طاقتور اور ظالمانہ نظام کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

اس لئے موجودہ دور میں صحیح لائحہ عمل یہی ہے کہ مضبوط بنیادوں پر جماعت سازی کے کام کو اولیت دی جائے اس میں شامل افراد کی فکری ونظریاتی تربیت کی جائے۔ تاکہ ان میں مثالی ہم آہنگی پیدا ہو اور یوں ایک ایسی متحد قوت اور طاقت عمل میں آجائے جس کی بنیاد پر نظام میں ہمہ گیر تبدیلی کے عمل کو آگے بڑھایا جائے۔

اس تناظر میں ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ!

آیئے! فکر ولی اللہی کی روشنی میں چلنے والے قافلہ میں شامل ہو کر ایک ایسی جماعت کی تیاری کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں جو حالات کے جبر سے نکل کر صحیح طور پر اپنے اندر قومی واجتماعی شعور اور ملی احساس پیدا کر سکے۔ نظام کے جبر سے نکلنا قوموں کی زندگی میں بڑا کٹھن مرحلہ ہوتا ہے لیکن عمیق گھاٹی کو عبور کر لیتی ہیں وہ دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ہو جاتی ہیں۔

حوالہ جات ۱۔ بحوالہ داستان خانوادہ مولانا احمد علی لاہوری ۱۰۰ صفحہ ۱۰۲ اول طبع لاہور

۲۔ بحوالہ (سود کا نام منافع) تعارف صفحہ ا مطبوعہ لاہور

۳۔ یواپ کے عظیم سیاسی مفکرین صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ نئی دہلی

۴۔ تفہیمات الهیه صفحہ ۲۸۵ جلد اول مطبوعہ حیدر آباد

www.rahimia.org